

واردوں کے لئے اکثر ویزٹر ایک معتمد ہوتی ہے۔

گذشتہ صدی کے آغاز میں، تمام ملکوں کے مہاجرین کی پہلی نسل کی طرح، عرب مہاجرین نے بھی جن میں پیشتر مسلمان تھے، اپنے حالات کو بہتر بنانے کے لئے اپنی کاموں کا سہارا لایا۔ انہوں نے مزدوری، چھوٹی دکانداری اور کانگری جیسے کام کئے۔ لگی عرب مسلمان پھیری میں سودا اسفل بیجتے گئے کیونکہ اس کاروبار میں زبان پر مہارت، تربیت اور سماں کی زیادہ ضرورت نہیں پڑتی۔ کچھ لوگ، مغرب میں، ریل روڈ کی تعمیر کے تجزیے سے چھلتے ہوئے کاروبار میں مشغول مزدوروں کے گروہوں میں شامل ہو گئے۔ امریکہ میں مردمہاجرین کے ساتھ ساتھ جب مسلم عورتوں کی آمد شروع ہوئی تو انہیں ملازمتیں اکثر و پیشتر ملبوں اور نیکشیوں میں ملیں جہاں انہیں انتہائی سخت اور جانشناش حالات میں تادیر کرنا پڑتا۔ امریکی مسلمانوں پر یہ چند ابتدائی سال بہت گران گزرے۔ دور دور تک چھیل ہوتی تھی، انگریزی سے تاواقیت نیز ہم نہ ہیوں اور اعزاز کے فقدان جیسے مسائل سے وہ ایک عرصتک دوچار ہے۔

گروہ ایام کے ساتھ ساتھ، رفتہ رفتہ انہیں یہ احساس ہونے لگا کہ گھر لوٹنے کے امکانات محدود ہیں۔ اس احساس کا بیدار ہونا تھا کہ انہوں نے امریکی ماحول میں رہنے میں کتابی کر لیا۔ انہوں نے وہیں شادیاں کیں۔ جن نوجوانوں کو امریکہ میں رفیق حیات میسرہ ہوئیں، انہوں نے وطن والوں سے تعاون سے وہ ایسے معاشرے کی تکمیل میں لگ گئے جہاں ان رچاں۔ اب انہوں نے کچھ زیادہ ہی مستقل قسم کے کاروبار اپنائے شروع کر دیے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنی رواجی مہارت کو بروئے کار لالاتے ہوئے ریستوراں، قبوہ خانے، بیکریاں اور کرانے کی دو کانیں کھولیں۔

انہوں نے انگریزی زبان یکجی اور رفتہ رفتہ، معافی طور پر اپنے جیروں پر کھڑے ہونے کی جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔ اس کے بعد، دوسرے مسلمانوں کے تعاون سے وہ ایسے معاشرے کی تکمیل میں لگ گئے جہاں ان کے بچوں دینی تعلیمات سے مزین ہو سکیں۔

تاہم، امریکہ میں، مسلمانوں کی زندگی شاید یہ کبھی آسان رہی ہو۔ امریکہ کو اکثر و پیشتر "مہاجرین کا ملک" یا "و مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کی ای "بھی" سے تعمیر کیا جاتا ہے، جس میں تکھٹے کے بعد معاشرتی یک رنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ تاہم امریکی معاشرے میں نسلی تصبہ ایک عرصے تک بالخصوص ۱۹۶۰ کی دہائی کی تحریک برائے مدنی حقوق کے زمانے سے قبل تک، موجود رہا۔

چنانچہ سالہاں تک، مسلم مہاجرین اپنی مذہبی اور نسلی شاخخت چھپانے،

اپنے ناموں کو اس طرح تبدیل کرنے کے وہ ادب و لبجھ کے اعتبار سے امریکیوں کے ناموں جیسے لگبیں اور ایسے رسم و رواج یا عام امریکیوں سے میزرسکرنے والی وضع قطع سے احتساب کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ جیسے جیسے مسلم مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہوا، اور ان کے کاروبار میں تنویر پیدا ہوا، ان کی تعلیمیں بہتری آئی اور خود شاہافت و روایات کو سینے سے لگا کر رکھتے امریکی معاشرے میں شرم ہونے کے مجائے اپنی مذہبی شاہافت و روایات کو سینے سے لگا کر رکھتے ہوئے امریکہ میں رہنے کے بارے میں نرم و شیریں مذاکرات کا دور شروع ہو گیا۔ یہ مذاکرات کچھ تو، امریکہ کے دیہی اور شہری علاقوں میں قائم کی جانے والی سنتی اور شیعہ مسلم معاشرتوں نے شروع کئے یا بھر حال ہی میں تکمیل شدہ ان قومی اسلامی تعلیموں نے اس جانب پیش رفت کی جو مذہبی، سیاسی پیشہ وار انسانی تعلیموں کی تماشندگی کرتی ہیں۔



دائیں: متی ۱۹۹۹ کو نیو یورک کے فورٹ نکس کے ڈائیگ نال کے باہر الجانوی رفیو جیوں نے یوم سبت کے موقع پر نماز ادا کی۔

منزل مقصود ہتھیا۔ ۱۸۰۰ کی دہائی سے ہی بوسٹن کے مضافات میں، کوئنی میسا چوپس میں واقع کارخانہ چہاز سازی نے مسلم مہاجرین کو ملازمتیں فراہم کیں۔ نیو انگلینڈ کا موجودہ اسلامی مرکز، میسویں صدی کے ابتدائی دور میں یہاں آباد ہونے والے چند مسلم خاندانوں کے خوابوں کی زندہ تعمیر ہے۔ آج یہ مرکز ایک بڑی مسجد میں تبدیل ہو گیا ہے۔ کاروبار سے جڑے افراد، اساتذہ، دیگر پیشہ وار افراد، تاجر اور سفید پوش، ہر قسم کے لوگ اس سے وابستہ ہیں۔

نیویارک شی میں، گذشتہ سو سال سے بھی زیادہ عرصے سے، اسلام موجود اور ظاہر ہے۔ امریکہ کا سب سے بڑا شہر، نیویارک، اپنی تاریخ کے پیشتر حصے میں، مختلف نسلی گروہوں کا ایک بڑا اسٹگر بہا

ہے بیہاں کی مسلم آبادی، بھری تاجروں، تاجروں، سفید پوش پیشہ و را فراد، فنکاروں اور بڑے کاروباری لوگوں پر مشتمل ہے۔ نیویارک کو گونا گون اقوامِ عالم کی ایک حسین قومی تحریر کہیں تو ممکنہ خدمات بہم پہنچاتی ہے۔ اس مرکز نے اتوار کے دن بچوں کے لئے خصوصی طور پر قرآن کے درس کا اہتمام کیا ہے۔

امریکہ کو اپنا ٹھنڈا بنانے والے، نئے مسلم مہاجرین کو آج بھی متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن کا تدارک و مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں۔ شخص، روزگار، لباس اور دیگر تہذیب و ثقافت سے ہم بھی چیزیں مسائل امریکی مسلمانوں کے لئے خاص طور پر اہمیت کے حال ہیں۔ مسلمانوں کے مختلف قومی و نسلی گروہوں کے باہمی تعلقات، دوسرے امریکی مسلمانوں کے شکا گو، الی تو نئے بھی مسلم مہاجرین کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ۱۹۰۰ کی دہائی میں، اس شہر میں مسلمانوں کی آبادی، امریکہ کے دوسرے شہروں کے مقابلے میں سب سے زیادہ تھی۔ آج یہاں کوئی مشرق و سطی، ہندوستان، وسط اور جنوب ایشیا، اور دنیا کے دوسرے حصوں سے آئے ہوئے مسلمان آباد ہیں۔ یہ لوگ اپنی سرگرمی سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ مسلمانوں کو بہت سی خدمات بھی پہنچا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے باہمی نیز غیر مسلموں سے تعلقات پر بھی زور دیا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہیجے تر یہاں کو میں ۳۰ سے زیادہ مسلم تنظیموں کی سرگرمی مل ہیں۔

ایسا طرح، یہی فوریا کے شہروں میلانوس، انجلیس اور سین فرانسکو میں بھی مسلمانوں کو پہلے پھولنے کا بہترین ماحول میسر آیا۔ بیہاں کی مسلم آبادی یوں تو عالم اسلام کے پیشہ مکونوں سے آئے ہوئے مہاجرین پر مشتمل ہے لیکن فی الحال افغانستان، صومالیہ اور دوسرے افریقی ملکوں کے مسلم مہاجرین کی اکثریت ہے۔ جنوبی کیلی فوریا کے مرکز اسلامی کا شمار امریکہ کے بڑے اسلامی مرکزوں میں ہوتا ہے۔ اس کے بہترین تربیت یافتہ کارکنان اپنی تحریروں اور علمی قیادت ہوئے والے جو یہے مسلم درلہ کی شریک مدیر ہیں، اسلام ان امریکہ ان کی ایک مقبول تصنیف ہے۔

کے لئے مشہور و معروف ہیں۔ مرکز کی عالیشان اور دلنشیں عمارت، مہاجر ملت اسلامیہ کو جملہ کاروباری لوگوں پر مشتمل ہے۔ نیویارک کو گونا گون اقوامِ عالم کی ایک حسین قومی تحریر کہیں تو بے جانہ ہو گا۔ بیہاں خوب تیری سے مسجدیں بھائی جاری ہیں۔ اور یہ مسجدیں اپنی ٹکل و شباہت میں جدید و قدیم کا ایسا احتجاج ہیں جس کی مثالیں روایتی فقیری میں ٹکل سے عمل نہیں گی۔

تو قومی اسلامی تحریکیں اس شہر کو اپنی سرگرمیوں کے فروع کے لئے مناسب بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کتنی ابتدائی اور اعلیٰ اسلامی اسکول قائم کے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مسلم استورز اور مسلم دکانیں بھی کھوئی جاری ہیں۔

شکا گو، الی تو نئے بھی مسلم مہاجرین کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ۱۹۰۰ کی

دہائی میں، اس شہر میں مسلمانوں کی آبادی، امریکہ کے دوسرے شہروں کے مقابلے میں سب سے زیادہ تھی۔ آج یہاں کوئی مشرق و سطی، ہندوستان، وسط اور جنوب ایشیا، اور دنیا کے دوسرے حصوں سے آئے ہوئے مسلمان آباد ہیں۔ یہ لوگ اپنی سرگرمی سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ

مسلمانوں کو بہت سی خدمات بھی پہنچا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے باہمی نیز غیر مسلموں سے تعلقات پر بھی زور دیا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہیجے تر یہاں کو میں ۳۰ سے زیادہ مسلم تنظیموں کی سرگرمی مل ہیں۔

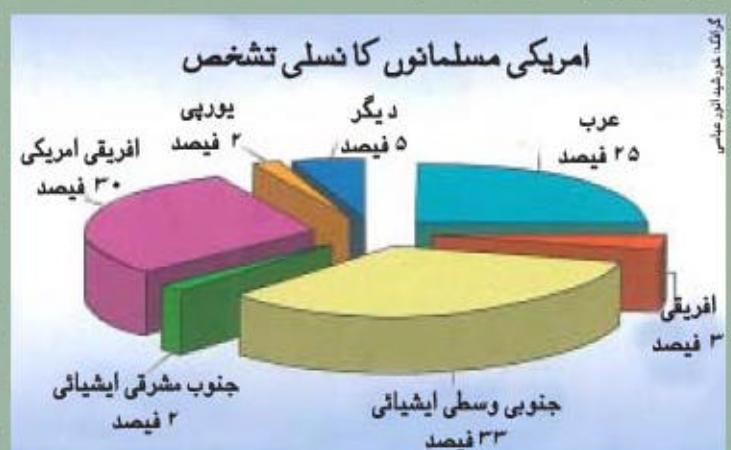
ایسا طرح، یہی فوریا کے شہروں میلانوس، انجلیس اور سین فرانسکو میں بھی مسلمانوں کو پہلے پھولنے کا بہترین ماحول میسر آیا۔ بیہاں کی مسلم آبادی یوں تو عالم اسلام کے پیشہ مکونوں سے آئے ہوئے مہاجرین پر مشتمل ہے لیکن فی الحال افغانستان، صومالیہ اور دوسرے افریقی ملکوں کے مسلم مہاجرین کی اکثریت ہے۔ جنوبی کیلی فوریا کے مرکز اسلامی کا شمار امریکہ کے بڑے اسلامی مرکزوں میں ہوتا ہے۔ اس کے بہترین تربیت یافتہ کارکنان اپنی تحریروں اور علمی قیادت ہوئے والے جو یہے مسلم درلہ کی شریک مدیر ہیں، اسلام ان امریکہ ان کی ایک مقبول تصنیف ہے۔

## امریکہ میں مسلمانوں کی مجموعی آبادی

شکا گو یونیورسٹی کے محقق مذاہب، مارٹن مارٹن کے بقول، ”اب سروں کی تعداد کے تین کا انحصار دو ذرا رُخ پر ہی موقوف ہے۔ ایک ذریعہ قدمی ہے کہ عشاپیے کے وقت رائے شماری کرنے والے یہ رائے دریافت کریں کہ آپ کی نہیں ترجیح کیا ہے؟“ دوسرے ذریعہ مقامی اور قومی سطح کے مطابق دولیں ہے ویسے دوسرے مطالعوں میں ساتھیں تک لگایا گیا ہے۔

معنف کے بارے میں: جیمن آئی اسٹھن، ہارٹ فورڈ، کلکتی کٹ کے میکڈل ایٹھنیٹ فارڈی اسٹڈی آف اسلام اینڈ کرچن۔ مسلم ریلیشنز میں پروفیسر آف اسلام اسٹڈیز اور شریک ڈاکٹر ہیں۔ وہ ادارے سے شائع ہوئے ہیں۔ میلیون افراد یورپ کے جواب دینے والے جب یہ کہتے ہیں کہ وہ فلاں یا فلاں فرقے کے تخفیفیوں کے اس اختلاف کے کئی اسباب ہیں۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ امریکی آئین، مذہب اور سے تعلق رکھتے ہیں یا کسی بھی فرقے سے وابستگی نہیں رکھتے تو اس کے پس پشت ہر قسم کے حرکات ہوتے ہیں۔ اسی طرح اپنے مذہب، فرقے اور گروہ کے سائز کے بارے میں لوگوں کے بیانات کے پس پشت بھی مختلف حرکات کا فرماتے ہیں؛

اسباب خواہ پچھے بھی ہوں، حقیقت واقعی یہ ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کے مجموعی آبادی کے شو تکمیلی سرکاری اعداد و شمار ہیں اور نہ ہی کوئی ایسی تعداد ہے جس پر وہ تمام لوگ متفق ہوں جنہوں نے اس مسئلے کا جائزہ لیا ہے۔ البتہ درج بالا اعداد و شمار کسی قدر درست ہیں۔



ریاست میں ایک خط فاصل برقرار رکھنے کو لازمی قرار دیتا ہے۔ یہ اصول امریکی قوانین میں بھی منحصر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یو ایس سنس یورپ کے جاری کردہ فارموں میں بھی جواب کشندگان سے ان کے نہیں بکارے میں کوئی سوال نہیں کیا جاتا اور نہ ہی یو ایس ایجی گریش سروں، ہمارکین وطن کے بارے میں معلومات کپا کرتی ہے۔ امریکہ کی پیشہ مسجدوں میں رکن سازی کی کوئی پالیسی نہیں ہے اور نہ مسجد میں آئنے والوں کی کوئی ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔